

# از عدالتِ عظمیٰ

20 دسمبر 1954

شری منوہر داس موہنتا

بنام

چار وچند رپال و دیگر اراں۔

[مہر چند مہاجن چیف جسٹس، بھگوتی، جگندھاداس، ویٹکاراما ائیور بی پی سنہا جسٹس صاحبان]

حق کھونا۔ قیاس آرائی۔ جب ایسا قیاس پیدا ہوتا ہے یا نہیں ہوتا ہے۔ موہنت سے نسکر کی حق رسائی کی قانونی حیثیت۔ استدعا اور ثبوت۔ حقائق کے نتائج۔

حق رسائی کا قیاس ایک ایسے شخص کے حق میں پیدا ہوتا ہے جو مالک کے خلاف منفی دعویٰ نہیں کرتا ہے لیکن جو دوسری طرف بغیر کسی چیلنج کے مالک سے حاصل کردہ حق کے دعوے میں قدیم اور مسلسل قبضہ ثابت کرتا ہے اور اس طرح کے قبضے اور دعوے کا حساب نہیں لیا جاسکتا سوائے اس کے کہ دعویٰ کردہ گرانٹ کے قانونی ماخذ کا حوالہ دیا جائے۔

لیکن حق رسائی کا قیاس قانون کا ناقابل تردید قیاس نہیں ہے اور عدالت ایسی گرانٹ کا قیاس نہیں لگا سکتی جہاں اسے قانونی رکاوٹ کی وجہ سے اس کے عدم وجود کا یقین ہو، جیسا کہ کسی حق رسائی کے قیاس کا دعویٰ اتنا چڑھاؤ والے افراد کے ذریعے کیا جاتا ہے۔ اسی طرح حق رسائی کا قیاس اس وقت پیدا نہیں ہو سکتا جب کوئی شخص اس طرح کی گرانٹ دینے کے قابل نہ ہو یا اگر درخواست کی گئی گرانٹ غیر قانونی ہو یا گرانٹ دینے والے کے اختیارات سے باہر ہو۔

نسکر کے ذریعے حق رسائی کا قیاس آستل کے موہنت پر نہیں لگایا جاسکتا کیونکہ وہ قانونی طور پر کوئی نسکر گرانٹ دینے کے قابل نہیں ہے۔

جب کوئی مدعا علیہ جو کسی بھی زمین کے سلسلے میں مدعی کے حق سے انکار کرتا ہے، اس عرضی میں ناکام ہو جاتا ہے، تو وہ اسی شخص کی حق رسائی کے قیاس سے پیچھے نہیں ہٹ سکتا جس کے حق سے اس نے انکار کیا ہے۔

عدالتوں کے ذریعے اخذ کردہ حقائق کے نتائج مبہم نہیں ہونے چاہئیں۔

اٹارنی جنرل بنام سمپسن (2 Ch. D.671[1901])، راجہ برجاسندر دیب بنام مونی بہارا و دیگران [1951] ایس سی آر 431، بارکر بنام رچرڈسن [1821] 4 بی اور آلڈ۔ 579، دی روچڈیل کینال کمپنی بنام ریڈ کلف [1852] 287.B.Q18، اور پالنیا پاجیٹی بنام شری ناتھ دیوسکا مونی [1917] ایل آر 44 آئی اے 147، کا حوالہ دیا گیا ہے۔

اپیلیٹ دیوانی کا دائرہ اختیار: دیوانی اپیل نمبر 109 سے 115، سال 1952۔

اپیلیٹ ڈگری نمبر 1841-1847، سال 1945 سے اپیل میں کلکتہ میں باختیار عدالت عالیہ کے 9 مارچ 1950 کے دن کے فیصلے اور ڈگری کی اپیل، منسیف سوم عدالت، بردوان کے 16 ستمبر 1944 کے دن کی ڈگریوں سے پیدا ہوتی ہے۔

پی کے چٹرجی، اپیل کنندہ کے لیے۔

ایس سی داس گپتا، (سوکمار گھوش، ان کے ساتھ)، دیوانی اپیل نمبر 109 سے 112، سال 1952 میں جواب دہندگان کے لیے اور دیوانی اپیل نمبر 113، سال 1952 میں جواب دہندگان 1، 2، (a)، 3 اور 4 اور دیوانی اپیل نمبر 114 اور 115، سال 1952 میں جواب دہندگان 1 اور 3 کے لیے۔

20.1954 دسمبر۔

عدالت کا فیصلہ وینکٹاراما ایئر جسٹس نے سنایا۔

اپیل کنندہ ایک مذہبی ادارے کا مہنت ہے جسے بردوان میں راج گنج استھال کے نام سے جانا جاتا ہے، اور وہ مقدمات جن سے موجودہ اپیلیں اٹھتی ہیں، اس کی طرف سے مدعا علیہان کے قبضے میں زمین کے مختلف پلاٹوں پر قبضہ حاصل کرنے کے لیے، یا متبادل طور پر، منصفانہ اور مساوی کرایہ کے جائزے کے لیے قائم کیے گئے تھے۔ دعوے میں یہ الزام لگایا گیا کہ دعویٰ متدعو یہ موزہ نالا پر مشتمل تھیں جو بردوان کی مستقل طور پر آباد جاگیر کا حصہ تھیں، اور مال کی زمینوں کا محصولات کے حساب سے جائزہ لیا گیا تھا، اور یہ کہ 200 سال سے زیادہ عرصہ قبل بردوان کے مہاراجہ کی طرف سے راج گنج استھال کو ان زمینوں کی مستقل موکراری گرانٹ دی گئی تھی؛ کہ 1931 میں تصفیے کے دوران

شائع ہونے والے حقوق کے ریکارڈ میں انہیں غلطی سے کرایہ سے پاک قرار دیا گیا تھا، اور یہ کہ اس اندراج کے زور پر مدعا علیہان زمینوں کا قبضہ مدعی کے حوالے کرنے سے انکار کر رہے تھے۔ اس کے مطابق یہ استدعا کی گئی کہ مدعا علیہان کو نکالنے کے لیے، یا متبادل طور پر، منصفانہ اور مساوی کرایہ کی تشخیص کے لیے ڈگری منظور کی جاسکتی ہے۔

مدعا علیہان نے مقدمات کا دفاع کیا، اور استدعا کی کہ یہ زمینیں موزہ نالا کے اندر موجود مال اراضی نہیں ہیں، کہ وہ بردوان کی مالک مکان کا حصہ نہیں ہیں بلکہ مستقل تصفیے سے بہت پہلے اپنے پیشروؤں کو لکھیراج کے طور پر دی گئی تھیں، کہ نہ تو بردوان کے مہاراجہ اور نہ ہی ان کے ماتحت دعویٰ کرنے والے مدعی کا ان پر کوئی حق ہے، اور یہ کہ 1931 میں حقوق کے ریکارڈ میں اندراج درست تھا۔ مدعا علیہان نے یہ بھی استدعا کی کہ چونکہ وہ اور ان کے پیشرو 200 سال سے زیادہ عرصے سے زمینوں کے قبضے میں تھے، اس لیے مدعی کے دعوے کو حد سے روک دیا گیا تھا۔

بردوان کے ضلع منشی جس نے مقدمات کی سماعت کی اس کا مؤقف تھا کہ زمینیں تھوڑی نمبر 1 کے موزہ نالا میں شامل تھیں، جو بردوان کی مستقل طور پر آباد جاگیر میں شامل تھی، کہ ان کی آمدنی کو جاگیر کے ذریعے قابل ادائیگی محصول طے کرنے میں مد نظر رکھا گیا تھا، کہ انہیں بردوان کے اس وقت کے مہاراجہ نے راج گنج استھال کو مستقل موکراری میں عطا کیا تھا، اور مدعا علیہان کی یہ درخواست کہ انہوں نے انہیں مستقل تصفیے سے قبل لکھیراج گرانٹ کے تحت رکھا تھا، درست نہیں تھی۔ انہوں نے یہ بھی مؤقف اختیار کیا کہ وہ دستاویزات جن پر مدعا علیہان نے منفی حق کے دعوے کے تحت جائیدادوں کو مالکان کے طور پر نمٹانے کا دعویٰ کیا ہے وہ دعویٰ متدعویہ سے متعلق ثابت نہیں ہوئے، کہ فریقین کے درمیان قائم رشتہ مالک مکان اور کرایہ دار کا تھا، چونکہ کرایہ داری کا کوئی تعین نہیں ہوا تھا، اس لیے اخراج میں کوئی ڈگری منظور نہیں کی جاسکتی تھی بلکہ یہ کہ مدعی منصفانہ کرایہ کا حقدار تھا، اور یہ کہ حد قانون کے آرٹیکل 131 کی وجہ سے دعویٰ روک نہیں تھا۔ اس کے نتیجے میں، اس نے کرایہ پر ڈگریاں منظور کیں۔

مدعا علیہان نے اس فیصلے کے خلاف بردوان کے ڈسٹرکٹ جج عدالت میں اپیل کی، جس نے ڈسٹرکٹ منسٹری سے اتفاق کیا کہ دعویٰ متدعویہ بردوان کی مالک مکان کے اندر مال اراضی تھی، اور

یہ کہ انہیں بردوان کے مہاراجہ نے مدعی پر طے کیا تھا۔ لیکن اس نے مؤقف اختیار کیا کہ چونکہ مدعا علیہان اور ان کے پیشرو کرایہ کی ادائیگی کے بغیر بہت طویل عرصے سے زمینوں پر قابض تھے، اس لیے حق رسائی کا قیاس ان کے حق میں کیا جاسکتا ہے۔ اس کے مطابق انہوں نے مقدمات کو مسترد کر دیا۔ اس فیصلے کے خلاف، مدعی نے عدالت عالیہ میں اپیل کی، جس نے دونوں نکات پر ڈسٹرکٹ جج سے اتفاق کرتے ہوئے اپیلوں کو مسترد کر دیا، لیکن آرٹیکل 133(1)(c) کے تحت ایک سند دی، کیونکہ یہ رائے تھی کہ حق رسائی کا سوال بہت اہمیت کا مسئلہ اٹھاتا ہے۔

ہمارے فیصلے کے لیے جو ٹھوس سوال پیدا ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ کیا ریکارڈ پر موجود مواد پر پختی عدالتیں مدعا علیہان کے حق میں حق رسائی کا قیاس پیش کرنے میں درست تھیں۔ ضلعی جج نے جن بنیادوں پر یہ قیاس پیش کیا وہ یہ ہے کہ مدعا علیہان اور ان کے پیشرو کرایہ کی ادائیگی کے بغیر طویل عرصے سے زمینوں کے قبضے میں تھے، کہ وہ مسلسل زور دے رہے تھے کہ وہ لکھیراج گرانٹ کے تحت رکھے ہوئے ہیں، اور یہ کہ انہوں نے مدعی کے علم میں ایسا کیا۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ اس سوال سے نمٹتے ہوئے ضلع منشی نے مؤقف اختیار کیا کہ مدعا علیہان کی طرف سے پیش کردہ دستاویزات جن میں ان کے اس دعوے پر مشتمل ہیں کہ وہ لکھیراج گرانٹ کے تحت رکھے گئے ہیں، دعویٰ متدعوئیہ سے متعلق نہیں دکھائے گئے تھے۔ ضلعی جج نے اس نتیجے سے اختلاف کیا، اور مشاہدہ کیا:

"..... ٹینکوں وغیرہ کے کچھ واضح نام ہیں، جن کے ذریعہ ان دستاویزات کی کچھ زمینوں کو کم از کم سوٹ زمینوں سے جوڑا جاسکتا ہے..... ان زمینوں سے جڑے یہ دستاویزات،، لہذا، دعویٰ متدعوئیہ سے غیر منسلک ہونے کی وجہ سے مسترد نہیں کیا جاسکتا۔"

یہ مشاہدات مبہم ہیں، اور کہیں بھی رہنمائی نہیں کرتے ہیں، اور انہیں سوال پر نتیجے کے طور پر نہیں لیا جاسکتا۔ جواب دہندگان کی جانب سے ہمارے سامنے کسی بھی دستاویز کو ان کے زیر دعویٰ متدعوئیہ وں سے جوڑنے کی کوئی کوشش نہیں کی گئی۔ ان حالات میں، اس نکتے پر ضلع منشی کے نتائج کو قبول کیا جانا چاہیے۔

مزید اس سوال پر کہ آیا مدعی کو مدعا علیہان کی طرف سے کسی معاندانہ حق کے دعوے کا علم تھا، فاضل ڈسٹرکٹ جج نے اس کا جواب مثبت انداز میں دیا، جس میں نمائشی A سے A-24 پر انحصار کیا، جو مدعا علیہان سے سیس کی وصولی کے لیے رسیدیں ہیں۔ لیکن عدالت عالیہ نے فیصلہ دیا اور اس کے نتیجے پر ہمارے سامنے اعتراض نہیں کیا گیا کہ ان دستاویزات کے مندرجات کا کوئی ثبوت نہیں ہے، اور اس لیے انہیں خارج کیا جانا چاہیے۔ اس طرح موقف یہ ہے کہ اس بات کا کوئی ثبوت نہیں ہے کہ جواب دہندگان نے 1931 سے پہلے کوئی منفی حق قائم کیا تھا، اس سے بہت کم کہ مدعی کو اس کا علم تھا۔ اس لیے ہمارے پاس ایک واضح نتیجہ باقی رہ گیا ہے کہ مدعا علیہان اور ان کے پیشرو کرایہ کی ادائیگی کے بغیر ایک طویل عرصے تک قبضے میں رہے تھے۔ لیکن یہاں ایک بار پھر، اس بات کا کوئی سراغ نہیں ہے کہ انہوں نے کس مدت کے دوران قبضہ کیا تھا۔ سوال یہ ہے کہ کیا اس صورت حال میں حق رسائی کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

وہ حالات اور شرائط جن کے تحت حق رسائی کا قیاس بنایا جاسکتا ہے، اچھی طرح سے طے شدہ ہیں۔ جب کسی شخص کو بغیر کسی چیلنج کے ملکیت کے دعوے کے تحت کافی عرصے تک زمین پر قبضہ اور اس سے لطف اندوز پایا گیا تو انگلینڈ میں عدالتیں اس طرح کے قبضے کی قانونی بنیاد کو منسوب کرنے کی طرف مائل تھیں، اور جب حقائق پر نئے کے ذریعے ایک حق برقرار نہیں رہ سکتا تھا، تو یہ فرض کیا گیا کہ یہ قیاس بنایا جاسکتا ہے کہ دعویٰ متدعوئیہ کے حقدار مالک کی طرف سے گرانٹ کے حوالے تھا، لیکن یہ کہ ایسی گرانٹ ضائع ہو گئی تھی۔ یہ ایک ایسا قیاس تھا جو قدیم اور مسلسل قبضہ حاصل کرنے کے لیے بنایا گیا تھا، جس کا دوسری صورت میں معقول حساب نہیں لیا جاسکتا تھا۔ لیکن یہ کوئی ناقابل تردید قیاس نہیں تھا، اور اگر شواہد میں موجود حقائق اس کے خلاف جاتے ہیں تو عدالتیں اسے اٹھانے کی پابند نہیں تھیں۔“ انارنی جنرل بنام سمپسن (1) میں جسٹس فارویل نے مشاہدہ کیا کہ یہ حج کا فرض نہیں ہو سکتا کہ وہ اس عدم وجود کی گرانٹ کو فرض کرے جس کے بارے میں وہ قائل ہے۔ اسی طرح یہ قیاس بھی نہیں بنایا گیا کہ آیا سے بنانے میں کوئی قانونی رکاوٹ تھی۔ اس طرح، یہ قرار دیا گیا ہے کہ یہ نہیں کیا جاسکتا، اگر اس طرح کی گرانٹ کا وصول کنندہ ہونے کا اہل کوئی شخص نہ ہو، جہاں افراد کے اتار چڑھاؤ والے ادارے کے ذریعے حق کا دعویٰ کیا جاتا ہے۔ یہ راجہ برجاندر دیب بنام مونی

بہار اودیکراں (2) میں منعقد هوا۔ اسی طرح اس قیاس کی کوئی گنجائش نہیں ہوگی، اگر کوئی شخص گرانٹ دینے کے قابل نہیں ہے: (ہالسبری کے انگلیڈ کے قوانین کے ذریعے، جلد IV، صفحہ 574، پیرا 1074)؛ یا اگر گرانٹ غیر قانونی اور گرانٹ دینے والے کے اختیارات سے باہر ہوتی۔ [بارکربنام رچرڈسن (1) اور دی روچڈیل کینال کمپنی بنام ریڈکلف (2)]۔

ان اصولوں کی روشنی میں، اب یہ دیکھنا ہے کہ آیا پائے جانے والے حقائق کے مطابق حق رسائی کو مدعا علیہان کے حق میں سمجھا جاسکتا ہے۔ جیسا کہ پہلے ہی بیان کیا گیا ہے، یہ نتیجہ یہ ہے کہ وہ کافی عرصے تک کرایہ کی ادائیگی کے بغیر قبضے میں تھے، لیکن یہ واضح طور پر قائم نہیں کیا گیا کہ کتنے عرصے تک۔ اپنے تحریری بیانات میں انہوں نے استدعا کی کہ وہ مستقل تصفیے سے پہلے دی گئی لکھیراج گرانٹ کے تحت رکھے ہوئے تھے، اور اس حق کی وجہ سے 200 سال سے زیادہ عرصے سے قبضے میں تھے۔ اس درخواست پر، فرض کی جانے والی گرانٹ مقدمے سے 200 سال پہلے کی جانی چاہیے تھی۔ اس معاملے کے حقائق پر اس طرح کی گرانٹ کا اندازہ لگانے کے طریقے میں ایک واضح دشواری ہے۔ 1793 میں بردوان کے مالک مکان کا ایک مستقل تصفیہ تھا، اور تمام عدالتوں کی طرف سے یہ پایا گیا ہے کہ اس تصفیے میں دعویٰ متدعو یہ کومال یا جاگیر کی تشخیص شدہ زمینوں کے حصے کے طور پر شامل کیا گیا تھا۔ اب، جائیدادوں کے تصفیے کا منصوبہ اس آمدنی کی بنیاد پر اس پر قابل ادائیگی محصول طے کرنا تھا جس کا جائیدادوں سے حاصل ہونے کا تخمینہ لگایا گیا تھا، اور 1793 کے ضابطہ نمبر 8 میں تفصیلی توضیحات شامل ہیں کہ مختلف قسم کی جائیدادوں سے کیسے نمٹا جائے۔ ریگولیشن کے دفعہ 36 میں کہا گیا ہے کہ "اسسٹ کو تمام موجودہ لکھیراجے زمینوں سے خصوصی اور آزاد بھی طے کیا جانا چاہیے، چاہے وہ مناسب اختیار کے ساتھ یا اس کے بغیر کھیراجے (یا عوامی محصول) سے مستثنیٰ ہو"۔ لہذا، جب یہ دکھایا جاتا ہے کہ کسی جاگیر میں زمینوں کا جائزہ لیا جاتا ہے، تو اس کے بعد یہ ہونا چاہیے کہ انہیں مستقل تصفیے کی تاریخ پر لکھیراج کے طور پر نہیں رکھا جاسکتا تھا۔ تصفیے کی اسکیم اور 1793 کے ضابطہ نمبر 8 کی دفعہ 36 کے ساتھ یہ متضاد ہوگا کہ کسی جاگیر میں تشخیص شدہ یا مال اراضی کو سابقہ لکھیراج گرانٹ پر رکھا جاسکتا ہے۔ یہی وجہ تھی کہ مدعا علیہان نے استدعا کی کہ مقدمے کی اراضی بردوان کے مالک مکان کی مال اراضی پر مشتمل نہیں تھی۔ لیکن اس درخواست کو

مسٹر دکر دیا گیا ہے، اور یہ پایا گیا ہے کہ وہ مال اراضی کا حصہ ہیں جس کا تخمینہ محصولات سے لگایا جاتا ہے، اور اس نتیجے کے پیش نظر حق رسائی کے قیاس کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

مدعا علیہان کے وکیل نے 1931ء میں مقدمہ کے حوالے سے بنائے گئے حقوق کے ریکارڈ پر سختی سے انحصار کیا۔ زیر بحث اندراج میں ان زمینوں کو "بھوگ دکھل سوترے نسکر" کے طور پر بیان کیا گیا ہے، اور اس کا ترجمہ "ملکیت اور لطف اندوزی کی وجہ سے کرایہ کے بغیر" کے طور پر کیا گیا ہے۔ مدعی نے اس اندراج پر اعتراض کیا جیسا کہ مدعا علیہان نے اپنے ایک ایجنٹ کے ساتھ ملی بھگت سے کام لیا تھا۔ تاہم، نچلی عدالتوں نے فیصلہ دیا ہے کہ یہ قائم نہیں کیا گیا تھا، اور اس لیے اندراج کو مناسب طریقے سے لیا جانا چاہیے۔ جواب دہندگان نے دعویٰ کیا کہ اندراج کی درستگی کے حق میں ایک مضبوط قیاس بنایا جانا چاہیے، کیونکہ یہ کاروبار کے عام عمل میں کیا گیا تھا، اور یہ کہ یہ حق رسائی کے قیاس کو برقرار رکھنے کے لیے کافی تھا۔ اندراج کو اس کی مکمل قیمت دیتے ہوئے، کیا لفظ "نسکر" کرایہ سے پاک گرانٹ کا مطلب ہے؟ سیٹلمنٹ ڈپارٹمنٹ کی جانب سے عمل کرنے کے لئے محکمہ آباد کاری کی طرف سے جاری کردہ تکنیکی قواعد و ضوابط کے قاعدہ 37 میں کہا گیا ہے کہ اگر کسی ایسے شخص کے قبضے میں جائیداد پائی جاتی ہے جو اصل میں اس کا کرایہ ادا نہیں کر رہا ہے تو اسے "نسکر" کے طور پر بیان کیا جانا چاہیے، اور اگر قبضہ کرنے والے کی طرف سے کرایہ سے پاک حق ظاہر کرنے والا کوئی سند یا عنوان دستاویز پیش نہیں کیا جاتا ہے، تو الفاظ "بھوگ دکھل سوترے" (لطف اور ملکیت کی وجہ سے) شامل کیے جانے چاہئیں۔ تحریری بیان میں کہا گیا تھا کہ "چونکہ مدعا علیہان کوئی اریونیو فری گرانٹ پیش نہیں کر سکے، اس لیے انہوں نے (سیٹلمنٹ آفیسرز) نے عام طریقے سے نسکر ریباتی کا حق درج کیا" تحریری بیان کے ساتھ قاعدہ 37 پڑھنے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ 1931 میں حقوق کے ریکارڈ میں اندراج اس قاعدے کے مطابق کیا گیا تھا، اور یہ کہ اس میں جو در آمد کیا گیا ہے وہ یہ نہیں ہے کہ کرایہ فری گرانٹ تھی، بلکہ یہ کہ قبضہ کرنے والا شخص اصل میں کرایہ ادا نہیں کر رہا تھا۔ دوسرے سیاق و سباق میں حقوق کے ریکارڈ میں لفظ "نسکر" کے ساتھ جو بھی وزن منسلک ہو سکتا ہے، جہاں سوال یہ ہے کہ آیا آباد کاری سے پہلے کی گمشدہ لکھیراج گرانٹ کا قیاس کیا جاسکتا ہے، اس لفظ سے لیا جانے والا اندازہ مال سے زمینوں کو خارج نہ کرنے یا باقاعدگی سے تشخیص شدہ جاگیر کے اثر

سے زیادہ نہیں ہو سکتا۔ اس لیے ہماری رائے ہے کہ حق رسائی کا قیاس حقوق کے ریکارڈ میں اندراج پر مبنی نہیں ہو سکتا۔

مدعا علیہان کے پیشروؤں کے حق میں حق رسائی کو فرض کرنے کی راہ میں دیگر مشکلات بھی ہیں۔ مقدمے کی جائیدادیں بردوان کی مالک مکان کے اندر موزہ نالا کا حصہ بنیں، اور اگر مدعا علیہان کے پیشروؤں کے حق میں گرانٹ دی گئی ہوتی، تو یہ بردوان کے مہاراجہ یاراج گنج استھال کے ذریعے دی گئی ہوتی۔ لیکن مدعا علیہان نے اپنے تحریری بیانات میں مہاراجہ اور استھال دونوں کے حق کی تردید کی ہے، اور اس درخواست میں ناکام ہونے کے بعد، ان ہی افراد کی طرف سے حق رسائی کے قیاس سے پیچھے نہیں ہٹ سکتے، جن کے حق کو انہوں نے مسترد کیا ہے۔

اس سے مدعا علیہان کی تمام مشکلات ختم نہیں ہوتیں۔ ڈسٹرکٹ جج کے مطابق، سوٹ کی جائیدادیں 200 سال سے زیادہ پہلے راج گنج استھال پر آباد کی گئی تھیں۔ لہذا، فرض کی جانے والی گرانٹ استھال کے مہنت نے مدعا علیہان کے پیشروؤں کے حق میں دی ہوگی۔ لیکن اس طرح کا قیاس اٹھانے سے پہلے، یہ ثابت ہونا چاہیے کہ گرانٹ وہ تھی جو اس کے ذریعے قانونی طور پر دی جاسکتی تھی۔ یہ اچھی طرح سے طے شدہ ہے کہ یہ کسی مذہبی ادارے کے مینیجر کے اختیارات سے باہر ہے کہ وہ ادارے کو ہر وقت کے لیے ایک مقررہ کرایہ پر مستقل پٹہ دے، جب تک کہ اس کے لیے کوئی لازمی ضرورت یا فائدہ نہ ہو۔ زیر پالنییا چیلٹی بنام شری ناتھ دیوا سیکونی<sup>(1)</sup>۔ اور موجودہ معاملے میں جو استدعا کی گئی ہے وہ مستقل پٹہ کے طور پر بھی زیادہ نہیں ہے، کیونکہ نہ تو پریم ادا کیا گیا ہے اور نہ ہی کرایہ محفوظ ہے بلکہ ایک لکھیراج گرانٹ ہے جو کسی بھی غور سے غیر تعاون یافتہ ہے۔ یہ واضح طور پر مہنت کے اختیارات سے باہر ہوگا، اور اس کے سلسلے میں حق رسائی کا کوئی قیاس نہیں بنایا جاسکتا۔ بارکر بنام رچرڈسن<sup>(2)</sup> میں، نسخے کی بنیاد پر اور ناظم کی جانب سے حق رسائی کے قیاس کی بنیاد پر آسانی کا دعویٰ کیا گیا تھا۔ اس دعوے کو مسترد کرتے ہوئے ایبٹ، چیف جسٹس نے مشاہدہ کیا کہ گرانٹ کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا، کیونکہ ناظم کو اس کے ذریعے اپنے جانشین کو پابند کرنے کا کوئی حق نہیں ہے، اور اس لیے یہ غلط ہوگا۔ روچڈیل کینال کمپنی بنام ریڈ کلف<sup>(1)</sup> میں، جہاں عدالت سے یہ فرض کرنے کو کہا گیا تھا کہ کسی کمپنی نے ڈیوک آف برج واٹر کے استعمال کے لیے اپنے اضافی پانی کی گرانٹ دی



تھی، لارڈ کیمبل، چیف جسٹس نے مشاہدہ کیا کہ "اگر انہوں نے اس درخواست کے لحاظ سے پانی کی گرانٹ دی ہوتی، تو اس طرح کی گرانٹ انتہائی ناجائز اور بری ہوتی"، اور اس بنیاد پر، اس نے قیاس اٹھانے سے انکار کر دیا۔

اس کے مطابق ہماری رائے ہے کہ پائے گئے حقائق پر، مدعا علیہان کے حق میں حق رسائی کا کوئی قیاس نہیں بنایا جاسکتا، اور یہ کہ مدعی اپنے قبضے میں موجود جائیداد پر منصفانہ اور مساوی کرایہ کا اندازہ لگانے کا حقدار تھا۔

جواب دہندگان کے فاضل وکیل نے بھی حد بندی کی درخواست اٹھائی۔ نچلی عدالتوں نے فیصلہ دیا ہے کہ مقدمے حد بندی قانون کے آرٹیکل 131 کے تحت وقت کے اندر تھے، کیونکہ ریکارڈ کا حتمی تصفیہ 1931-6-16 پر شائع ہوا تھا، اور موجودہ مقدمے ادارے کے کرایہ کی تشخیص کے حق کو قائم کرنے کے لیے اس کے 12 سال کے اندر دائر کیے گئے تھے۔ اس عدالت میں اپیل کرنے کی اجازت کی درخواست کی سماعت کرنے والے عدالت عالیہ کے فاضل ججوں نے مشاہدہ کیا کہ ان کے سامنے یہ تجویز نہیں کی گئی تھی کہ حد بندی کے سوال پر فیصلہ غلط تھا۔ اب ہمارے سامنے جو دلیل پیش کی جا رہی ہے وہ یہ ہے کہ مدعا علیہان کے پیشروؤں کے حق میں کرایہ سے پاک گرانٹ نہ ہونے کے پیش نظر وہ سب خلاف ورزی کرنے والے تھے، اور یہ کہ 'استعمال کا حق قانونی مدت کے دوران طویل عرصے تک منفی قبضے سے ختم ہو گیا تھا۔ لیکن منفی قبضے کے سوال کو کسی مسئلے کا موضوع نہیں بنایا گیا، اور نچلی عدالتوں کے فیصلوں میں اس پر کوئی بحث نہیں کی گئی ہے۔ ہم پہلے ہی یہ مؤقف اختیار کر چکے ہیں کہ مدعا علیہان کی طرف سے جن دستاویزات پر بھروسہ کیا گیا ہے ان میں یہ دعویٰ کیا گیا ہے کہ وہ لکھیراج گرانٹ کے تحت رکھے گئے ہیں، ان کا تعلق دعویٰ متدعوئیہ سے نہیں دکھایا گیا ہے۔ ہم نے یہ بھی مؤقف اختیار کیا ہے کہ اس بات کا کوئی ثبوت نہیں ہے کہ مدعا علیہان نے 1931 سے پہلے مدعی کے علم میں کرائے سے پاک گرانٹ کے تحت رکھنے کا دعویٰ کیا تھا، اور یہ کہ ان کی طرف سے جو کچھ قائم کیا گیا ہے وہ کافی لیکن غیر یقینی مدت کے لیے کرایہ کی عدم ادائیگی ہے۔ یہ، اپنے آپ میں، ان کے قبضے کو منفی بنانے کے لیے کافی نہیں ہے۔ یہ صرف 1931 میں تھا کہ مدعا علیہان کو واضح طور پر کہا جاسکتا تھا کہ انہوں نے ایک معاندانہ حق کا دعویٰ کیا ہے، اور مقدمے

اس تاریخ سے وقت کے اندر ہیں۔ اس عرضی میں کوئی بنیاد نہیں ہے، جسے اسی کے مطابق مسترد کر دیا جاتا ہے۔

نتیجے میں، ایپلوں کی اجازت دی جاتی ہے، ضلعی عدالت اور عدالت عالیہ کی ڈگریوں کو الگ کر دیا جاتا ہے، اور ضلعی منسیف کی ڈگریوں کو اس عدالت اور چلی دو عدالتوں میں اخراجات کے ساتھ بحال کر دیا جاتا ہے۔ ضلع منسیف کی ڈگریاں اس عدالت میں اخراجات کے حوالے سے ہوں گی۔

ایپلوں کی اجازت ہے۔